السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد قائم ہونے جماعت فرض صبح کے دو رکعت سنتیں فجر کی مسجد کے اندر خواہ قریب صف کے یا دور صف سے پڑھنی مکروہ ہیں یا نہیں، حنفی مذہب کی کتب معتبرہ سے زبان اردو میں جواب ادا فرماویں اور اس باب میں کوئی حدیث صحیح جو کہ دلالت کرے کراہت پر وارد ہوئی ہے یا نہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جب مسجد میں جماعت قائم ہو، تو بعد اس کے سنتیں مسجد میں پڑھنی مکروہ ہیں، خواہ صف کے پاس پڑھے، یا دور صف سے پڑھے، دونوں صورتوں میں مکروہ ہے۔ کیوں اس میں مخالفت پائی جاتی ہے کہ امام جماعت کرا رہا ہے اور یہ شخص جدا جماعت سے سنت پڑھ رہا ہے، جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ اور در مختار اور فتاویٰ ولواجیہ اور فتاویٰ عالمگیری اور محیط رضوی وغیرہ سے سمجھا جاتا ہے اور ہدایہ فقہ حنفی میں بہت معتبر کتاب ہے اور فتح القدیر بھی بہت معتبر ہے چنانچہ علمائے حنفیہ پر مخفی نہیں اور قریب صف کے پڑھنے میں اشد کراہت ہے، جیسا کہ عملدار آمد جہلا کا ہے، ایسا ہی فتح القدیر میں مذکور ہے اور دلیل کراہت کی بموجب حدیث کے ہے۔ بیان حدیث کا آگے آوے گا۔ عبارت ہدایہ کی یہ ہے۔ ومن انتہی الی الامام فی صلوۃ الفجر وھولم یصل رکعتی الفجران خشی ان تفوتہ رکعۃ ویدرک الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل وان خشی فوتھما دخل مع الامام لان ثواب الجماعۃ اعظم و الوعید بالترک الزم والتقیید بالاداء عند باب المسجد یدل علی الکراھۃ فی المجسد اذا کان الام فی الصلوۃ جو شخص مسجد میں آیا اور امام جماعت کرا رہا ہے اور اس شخص نے سنت فجر کی نہیں پڑھی تھی، پس اگر خوف ہو، کہ ایک رکعت جاتی رہے گی اور دوسری رکعت ہاتھ آوے گی، تو سنت فجر کی نزدیک دروازہ مسجد کے اگر جگہ ملے تو ادا کر کے جماعت میں مل جاوے اور جو خوف ہو کہ سنت پڑھنے میں دو رکعتیں فرض کی جماعت سے فوت ہو جاویں گی، تو جماعت میں مل جاوے اور سنت کو اس وقت چھوڑ دے، اس لیے کہ ثواب جماعت کا بہت بڑا ہے اور اس کے ترک میں سخت وعید لازم آتی ہے اور قید ادا سنت کی نزدیک دروازہ مسجد کے دلالت کرتی ہے اوپر کراہت پڑھنے سنت کے مسجد میں جس وقت کہ امام جماعت کراتا ہو، ترجمہ ہدایہ کا تمام ہوا اور ایسا ہی فتح القدیر اور در مختار وغیرہ کا مطلب ہے۔ اور مراد نزدیک دروازہ مسجد سے خارج مسجد ہے، یعنی خارج مسجد میں قریب دروازہ کے مسجد کوئی جگہ اگر ہو، تو وہاں سنت ادا کر کے جماعت میں شامل ہو جاوے اور جو کوئی جگہ نہ ہو، تو جماعت فرض میں مل جاوے، اور سنت مسجد میں نہ پڑھے کہ سنت مسجد کے اندر ادا کرنے میں کراہت لازم آوے گی۔ کیوں کہ ترک مکروہ کا مقدم ہے ادائے سنت پر، جیسا کہ فتح القدیر اور در مختار وغیرہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ قولہ والتقیید بالاداء عند باب المسجد یدل علی الکراھۃ فی المسجد اذا کان الامام فی الصلٰوۃ والسلام اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ ولانہ یشبہ المخالفۃ للجماعۃ والانتباذ عنھم فینبغی ان لایصلی فی المسجد اذا لم یکن عند باب المسجد مکان لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ غیر ان الکراھۃ تتفاوت فان کان الامام فی الصیفی فصلوتہ ایھا فی الشتوی اخف من صلوتھا فی الصیفی وعکسہ اشد ما یکون کراھتہ ان یصلیھا مخالطا للصف کما یفعلہ کثیر من الجھلۃ انتھی ما فی فتح القدیر۔ واذا خاف فوت رکعتی الفجر لاشتغالہ بسنتھا ترکھا لکون الجماعۃ اکمل وابان رجا ادراک رکعۃ فی ظاھر المذھب وقیل التشھد واعتمدہ المصنف والشرنبلالی تبعا للبحر لکن ضعفہ فی النھر لایترکھا بل یصلیھا عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکھا لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنۃ کذا فی الدر المختار قولہ عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح بہ القھستانی کذا فی الشامی یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل کذا فی العالمگیریۃ وذکر الولوالجی امام یصلی الفجر فی المسجد الخارج المشائخ فیہ قال بعضھم لایکرہ وقال بعضھم یکرہ لان ذلک کلہ کمکان واحد بدلیل جواز الاقتداء لمن کان فی المسجد الخارج بمن کان فی المسجد الاخل واذا اختلف المشائخ فالاحتیاط ان لا یفعل انتھی ما فی البحر الرائق۔

ترجمہ: اور مسجد کے دروازے کے پاس سنتیں ادا کرنے کی قید دلالت کرتی ہے کہ مسجد میں ان کا ادا کرنا مکروہ ہے جب کہ امام نماز پڑھ رہا ہو، کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرضوں کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں ہوتی، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ یہ آدمی جماعت سے علیحدہ ہے اور اگر مسجد کے دروازہ کے پاس کوئی جگہ نہ ہو تو پھر سنت نہ پڑھے، کیوں کہ مکروہ کا ترک سنت کے فعل قر مقدم ہے اور کراہت کے درجات متفاوت ہیں، مثلاً اگر کوئی آدمی جماعت کی صف کے پیچھے آکر سنت کے فعل پر مقدم ہے اور کراہت کے درجات متفاوت ہیں، مثلاً اگر کوئی آدمی جماعت کی صف کے پیچھے آکر سنت ادا کرنے لگے تو اس کی کراہت بہت زیادہ ہوگی۔ جیسا کہ آج کل بعض جاہل لوگ کرتے ہیں۔ اگر سنت پڑھتے فرض جماعت کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو سنت نہ پڑھے اور اگر آخری رکعت مل جانے کی توقع ہو اور بعض کے نزدیک آخری تشہد کی توقع ہو، تو مسجد کے دروازہ پر یعنی مسجد کے باہر سنت ادا کرے، اگر آخری رکعت کی بھی توقع نہ ہو، تو سنت نہ پڑھے یا اگر مسجد کے باہر کوئی جگہ نہ ہو تو بھی سنت نہ پڑھے کیوں کہ مکروہ کا ترک سنت کے فعل پر مقدم ہے۔ در مختار، قہستانی، شامی عالمگیری میں ایسا ہی ہے۔ بحر الرائق میں ہے، امام صبح کی نماز مسجد کے اندر پڑھا رہا ہو، ایک آدمی مسجد کے باہر آکر سنت پڑھنے لگے، تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اور دلیل کراہت کی سنت فجر کے پڑھنے میں وقت قائم ہونے جماعت کے نزدیک صاحب ہدایہ کے اور صاحب فتح القدیر وغیرہ کے یہ حدیث ہے۔ اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ ترجمہ جب قائم ہو جائے نماز یعنی جب مؤذن اقامت شروع کرے، تو اس وقت نماز پڑھنی درست نہیں سوائے فرض کے، جیسا کہ نقل کیا، اس حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور احمد بن حنبل اور ابن حبان نے اور بخاری ترجمہ باب میں اس حدیث کو لائے ہیں اور ابن عدی محدث نے ساتھ سند حسن کے آگے اس کے یہ نقل کیا ہے۔ اے رسول خدا کے اور نہ دو رکعت سنت فجر کی، یعنی کسی نے پوچھا، کہ اقامت کے وقت سنت فجر کی بھی نہ پڑھے، فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اقامت ہونے لگے، تو سنتِ فجر کی بھی نہ پڑھے، اور موطا امام مالک میں اس طرح پر روایت ہے، کہ چند شخص مؤذن کی اقامت سُن کر دو رکعت سنتیں فجر کی مسجد میں پڑھنے لگے، پس گھر سے مسجد میں تشریف لائے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، پھر فرمایا، کیا دو نماز سنت اور فرض اکٹھے ایک وقت خاص میں، کیا دو نماز سنت و فرض اکٹھے ایک وقت مخاص میں یعنی ازراہ انکار و توبیخ و سرزنش کے یہ فرمایا کیا دو نماز سنت و فرض اکٹھے پڑھتے ہو تم لوگ بعد اقامت کے، جیسا کہ محلی شرح مؤطا میں نقل کی ہے۔

اور دوسری حدیث انکار سنت فجر کی پڑھنے میں وقت قائم ہونے جماعت کے یہ ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا وقد اقیمت الصلٰوۃ یصلی رکعتین فلما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاث بہ الناس فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلی الصبح اربعا رواہ البخاری عن عبد اللہ بن بحینۃ

ترجمہ مقرر دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہ سنت فجر کی پڑھ رہا ہے، وقت قائم ہونے جماعت کے پھر جب فارغ ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز فرض سے تو گرد ہوئے لوگ اس کے ساتھ، پس رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توبیخ اور انکار فرمایا، کہ کیا چار رکعت صبح کی تو پڑھتا ہے۔ اس کو روایت کیا امام بخاری نے عبداللہ بن بحینہ صحابی سے، اور صحیح مسلم وغیرہ میں عبداللہ بن بحینہ سے یوں روایت ہے قال اقیمت صلٰوۃ الصبح فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یصلی والموذن یقیم فقال اتصلی الصبح اربعا۔

ترجمہ کہا عبداللہ بن بحینہ نے اقامت ہوئی نماز صبح کی، پھر دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو، کہ سنت فجر کی پڑھنے لگا، اور موذن تکبیر کہہ رہا ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ انکار کے کیا پڑھتا ہے تو چار رکعت صبح کی۔

اور صحیح مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں عبداللہ بن سرجس صحابی سے یوں روایت ہے قال دخل رجل المسجد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلٰوۃ الغداۃ فصلی رکعتین فی جانب المسجد ثم دخل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما سلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا فلان بای الصلاتین اعتددت ابصلاتک وحدک ام بصلوتک معنا۔ کہا عبداللہ بن سرجس صحابی نے کہ داخل ہوا، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ نماز صبح کے تھے۔ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح میں امامت کرا رہے تھے، پھر اس شخص نے دو رکعت سنت فجر کی بیچ ایک جانب مسجد کے پڑھی، پھر داخل ہوا وہ جماعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جب سلام پھیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے ان دونوں نمازوں میں سے کونسی نماز کو فرض میں شمار کیا تو نے آیا جو نماز تنہا پڑھی تو نے اس کو فرض ٹھہرایا یا جو نماز ہمارے ساتھ پڑھی تو نے اس کو فرض شمار کیا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزنش اور انکار کی راہ سے یہ بات فرمائی اس کو پس اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سنت کا پڑھنا وقت قائم ہونے جماعت کے مکروہ اور ممنوع ہے اور ایک روایت عبداللہ بن بحینہ سے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں اس طرح سے ہے۔ ان رسول اللہ مر برجل یصلی وقد اقیمت صلٰوۃ الصبح فکلمہ بشئ لاندری ما ھو فلما انصرفنا احطنا بہ نقول ماذا قال لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال لی یوشک ان یصلی احدکم الصبح اربعا ترجمہ مقرر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد کے پاس سے گزرے کہ وہ پڑھتا تھا سنتیں فجر کی اس حال میں کہ جماعت نماز صبح کی قائم ہوئی تھی پھر کلام کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد سے کہ ہم نے نہیں معلوم کیا کہ کیا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ اسے پھر جب ہم لوگ نماز جماعت سے فارغ ہوئے تو گرد ہوئے اس مرد کے اور کہا ہم نے کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو کہا اس مرد نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قریب ہے کہ پڑھے گا ایک تمہارا فرض صبح کی چار رکعت یعنی سنت کا وقت قائم ہونے جماعت کے برابر فرض کے ٹھہراتا ہے آخر سنت کو ہوتے ہوتے بمنزلہ فرض کے اعتقاد کرو گے تو اس طرح کا اعتقاد سنت کو درجہ فرض کے پہنچا دے گا سنت اور فرض میں امتیاز نہ رہے گا اور ایسا اعتقاد خلاف مرضی میری ہوگا اور جو اعتقاد کسی کا خلاف میری مرضی کے ہو گا وہ مردود اور بدعت اور ضلالت ہے۔ ا اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ حدیث مرفوع اخرجہ مسلم و الاربعۃ عن ابی ھریرۃ واخرجہ ابن حبان بلفظ اذا اخذ الموذن فی الاقامۃ واحمد بلفظ فلا صلٰوۃ الا التی اقیمت وھو اخص وزاد ابن عدی بسند حسن قیل یا رسول اللہ ولا رکعتی الفجر قال ولا رکعتی الفجر تورپشتی وھکذا فی القسطلانی مالک عن شریک بن عبداللہ بن ابی نمر انہ سمع قوم الاقامۃ فقاموا یصلون ای التطوع فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اصلوتان ای السنۃ والفرض معا ای موصلافی وقت واحد اصلوتان معا وذلک فی صلٰوۃ الصبح فی الرکعتین اللتین قبل الصبح اعلم انہ قد اختلف فی اداء سنۃ الفجر عند القامۃ فکرھۃ الشافعی واحمدؒ عملا بتلک الاحادیث وقالت المالکیۃ لا یبتدء الصلوۃ بعد الاقامۃ لا فرضا ولا نفلا لحدیث اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ واذا اقیمت وھو فی الصلٰوۃ قطع ان خشی فوت رکعۃ والا اتم و استدل بعموم الحدیث من قال بقطع النافلۃ اذا اقیمت الفریضۃ وبہ قال ابو حامد وغیرہ ورخص اٰخرون النھی بمن ینشاء النافلۃ عملاً بقولہ ولا تبطلوا اعمالکم ثم زاد مسلم بن خالد عن عمرو بن دینار فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ قیل یا رسول اللہ ولا رکعتی الفجر قال ولا رکعتی الفجر اخرجہ ابن عدی وسندہ حسن واما زیادۃ الا رکعتی الصبح فی الحدیث فقال البیھقی ھذہ الزیادۃ لا اصل لھا کذا فی المحلی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ وفی الباب عن ابن بحینۃ وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن سرجس وابن عباسؓ قال ابو عیسیٰ حدیث ابی ھریرۃ حدیث حسن وکذا روی ایوب وورقاء ابن عمرو وزیاد بن سعد واسماعیل بن مسلم ومحمد بن حجازۃ عن عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی حماد بن زید وسفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار ولم یرفعاہ والحدیث المرفوع اصح عندنا وقد روی ھذا الحدیث عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غیر ھذا الوجہ رواہ عیاش بن عباس القتبانی المصری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والعمل علی ھذا عند اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرھم اذا اقیمت الصلٰوۃ ان لا یصلی الرجل الا المکتوبۃ وبہ یقول سفیان الثوری رحمہ اللہ علیہ وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق انتھی ما فی الترمذی عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ وحدثنی محمد بن حاتم وابن رافع قال حدثنا شبابۃ قال حدثنی ورقاء بھذا الاسناد وحدثنی یحیی بن حبیب الحارثی قال حدثنا روح قال حدثنا زکریا بن اسحاق قال حدثنا عمرو بن دینار قال سمعت عطاء بن یسار یقول عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ حدثناہ عبد ابن حمید قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا زکریا بن اسحاق بھذا الاسناد مثلہ وحدثنا حسن الحلوانی قال حدثنا یزید بن ھرون قال اخبرنا حماد بن زید عن ایوب عن عمرو بن دینار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ قال حماد ثم لقیت عمروا فحدثنی بہ ولم یرفعہ کذا فی صحیح مسلم مختصرا اقولہ قال حماد ثم لقیت عمروا فحدثنی بہ ولم یرفعہ ھذا الکلام لا یقدح فی صحۃ الحدیث ورفعہ لان اکثر الرواۃ رفعوہ و قال الترمذی وروایۃ الرفع اصلح وقد قدمنا فی الفصول السابقۃ فی مقدمۃ الکتاب ان الرفع مقدم علی الوقف علی المذھب الصحیح وان کان عدد الرفع اقل فکیف اذا کان اکثرا انتھی ما قال النووی فی شرح مسلم وھکذا فی تدریب الراوی

ترجمہ: جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی یہ مرفوع حدیث ہے دوسرے لفظ یہ ہیں کہ جب موذن اقامت شروع کر دے تو وہی نماز ہوگی جس کی اقامت ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کیا صبح کی سنتیں بھی نہ پڑھی جائیں آپ نے فرمایا صبح کی سنتیں بھی نہ پڑھی جائیں اقامت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سنتیں پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھتے ہو؟ اور یہ صبح کی نماز کا وقت تھا۔ اقامت کے وقت فجر کی سنت ادا کرنے میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ مالکی کہتے ہیں کہ اقامت ہو جانے کے بعد کوئی نماز شروع نہ کرے خواہ فرض ہو یا نفل اگر پہلے سے نماز شروع کر رکھی ہے ہو اور اقامت بعد میں ہو تو اگر رکعت کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو نماز توڑ دے اور اگر رکعت مل جانے کی امید ہو، تو نماز پوری کرے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے عملوں کو ضائع نہ کیا کرو، باقی رہا الا رکعتی الفجر (مگر صبح کی دو سنتیں) کا استثنا امام بیہقی نے کہا یہ زیادت صحیح نہیں ہے۔ محلی میں بھی یہی ہے۔ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں ہوتی۔ اس مضمون کی حدیثیں ابن بحینہ ابن عمرو، ابن سرجس، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے امام ترمذی نے کہا ابوہریرۃ کی حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کو کئی راویوں نے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ اور کچھ لوگوں نے موقوفاً۔ سفیان ثوری۔ ابن مبارک، شافعی۔ احمد۔ اسحٰق سب کا یہی مذہب ہے کہ فرض کے شروع ہو جانے کے بعد کوئی اور نماز نہیں ہوتی۔ امام ترمذی نے کہا مرفوع روایت صحیح ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحیح مذہب پر رفع وقف سے مقدم ہوتا ہے۔ اگرچہ رفع کی روایات کم ہوں اور اگر رفع کی روایات وقف سے زیادہ ہوں تو پھر کوئی اعتراض ہی نہیں ہوسکتا۔

اور معلوم ہوا کہ جو ابراہیم حلبی شارح منیۃ المصلی شاگرد ابن الہمام وغیرہ نے طحاوی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوالدرداؓ صحابیوں میں سے اور مسروق وحسن بصری وابن زبیر وغیرہ تابعین میں سے بعد قائم ہو جانے جماعت کے سنت فجر کی گوشہ مسجد میں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے سو اس نقل سے سنت کا پڑھنا مسجد میں بعد اقامت صلٰوۃ کے جائز معلوم ہوتا ہے۔ پس یہ نقل صاحب ہدایہ اور صاحب فتح القدیر و درمختار وغیرہ کی تقریر اور تحریر سے صحیح اور ثابت نہیں ہوتی کیوں کہ جو ثابت ہوتی تو صاحب ہدایہ و فتح القدیر کہ محقق مذہب حنفی کے ہیں ضرور نقل کرتے اس کو حالاں کہ اس کو نقل نہیں کیا بلکہ خلاف اس کے لحاظ حدیث اذا اقیمت الصلٰوۃ فلا صلٰوۃ الا المکتوبۃ کے سنت فجر کی مسجد میں پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے، چنانچہ بخوبی پہلے مذکور ہو چکا تو اس سے معلوم ہوا کہ قول طحاوی وغیرہ کا جو ابراہیم حلبی مذکور نے نقل کیا ہے نزدیک صاحبِ ہدایہ اور صاحب فتح القدیر وغیرہ کے پایہ اعتبار سے ساقط ہے ورنہ وہ ضرور نقل کرتے اور نیز فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مخالف فعل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے منقول ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص سنت فجر کی پڑھ رہا ہے وقت قائم ہونے جماعت کے تو اس کو مارا اور تعزیر دی اور عبداللہ بن عمر نے دیکھا ایک شخص کو کہ وقت اقامت موذن کے سنت فجر کی پڑھنے لگا تو اس کو کنکر مارا جیسا کہ بیہقی نے نقل کیا اور محلی شرح موطا میں مذکور ہے اور اگر بالفرض عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ نے سنت فجر کی پڑھی ہو تو جواب اس کا یہ ہے کہ عبداللہ ابن مسعودؓ وغیرہ کو حدیث نہی کی نہیں پہنچی اور حدیث نہی کے نہ پہنچنے میں کچھ تعجب نہیں کیوں کہ مخفی رہا عبداللہ پر ہاتھ کا گھٹنوں پر رکھنا رکوع میں اور وہ ہمیشہ دونوں ہاتھ ملا کر رانوں میں رکھتے تھے موافق پہلے دستور کے اور مخالفت کی عبداللہ بن مسعود نے سب صحابہ سے اس مسئلہ میں چنانچہ صحاح میں مذکور ہے حالاں کہ رکھنا دونوں ہاتھوں کا ملا کر رانوں میں منسوخ ہو چکا مگر عبداللہ بن مسعود کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی حالانکہ رکوع میں ہاتھ رکھنا گھٹنوں پر ہر وقت کا مدام معمول ہے ہر نماز میں اور یہ فعل ایسا مشہور عبداللہ بن مسعود پر مخفی رہا پس اسی طرح حدیث نہی سنت فجر کے پڑھنے میں بیچ مسجد کے وقت قائم ہونے جماعت کے عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء کو نہ پہنچی او فر اسی طرح عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوالدرداء بجائے قرأت وما خلق الذکر والانثی کے والذکر والانثی پڑھتے تھے حالاں کہ وما خلق الذکر قرأتِ متواترہ جمہور

صحابہ کے نزدیک ہے۔ اور یہی قرأت متواتر تمام قرآن مجید میں اور مصحف عمانی میں اسی طرح سے مذکور ہے اور عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء کو یہ قرأت متواترہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پہنچی جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ میں یہ قصہ مذکور ہے پس بسبب لاعلمی اس حدیث نہی کے عبداللہ بن مسعود اور ابوالدرداء نے سنت فجر کی کبھی مسجد میں بروقت قائم ہو جانے جماعت کے اگر پڑھی ہو تو معذور رہیں گے اور ہم پر ان کا پڑھنا بمقابلہ حدیث صحیح کے کہ چھ سات صحابی سے منقول ہے حجت نہیں ہو سکتا بموجب اس آیت کریمہ کے وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا ترجمہ جو چیز دی تم کو رسولؐ نے پس لے لو اس کو اور عمل کرو اس پر اور جس چیز سے منع کیا تم کو پس باز رہو اس سے اور نہ کرو اس کو پس قول و فعل اور تقریر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی واجب الاتباع ہے امت پر

ترجمہ: حضرت عمرؓ جب کسی آدمی کو اقامت ہو جانے کے بعد نماز میں مشغول پاتے تو اس کو مارتے۔ عبداللہ بن عمر نے ایک آدمی کو اقامت کے بعد سنتیں پڑھتے دیکھا تو کنکریاں ماریں۔ اور بعض عالم حنفی جواب میں حدیث نہی کے یوں تقریر کرتے ہیں کہ اس شخص نے کنارہ مسجد کے یا اوٹ کے میں نہیں پڑھی تھی اس واسطے انکار اور زجر فرمایا اور اگر دور یا اوٹ میں پڑھتا تو مضائقہ نہیں تھا۔ تو حدیث صحیح مسلم کی ان کے قول کو رد کرتی ہے جیسا کہ محلی میں موجود ہے: ٢ ومن الحنفیۃ من قال انما انکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال الصبح اربعا لانہ علم انہ صلی الفرض اولان الرجل صلیھا فیا لمسجد بلا حائل فتشوش علی المصلین ویرد الاحتمال الاول قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الکتاب اصلوتان معا وما للطبرانی عن ابی موسیٰ انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا یصلی رکعتی الغداۃ والموذن یقیم فاخذ منکبیہ وقال الاکان ھذا قبل ھذا ویرد الثانی ما فی مسلم عن ابن سرجس دخل رجل المسجد وھو صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوۃ الغداۃ فصلی رکعتین فی جانب المسجد ثم دخل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما سلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم - - - - - - - - - - - - قال یا فلان بای الصلوتین اعتددت ابصلوتک وحدک ام بصلوتک معنا انتھی فانہ یدل علی ان اداء الرجل کانت فی جانب لامخالطا للصف وفی المحیط الرضوی اختلفوا فی الکراھتہ فیما اذا صلی فی المسجد الخارج والامام فی الداخل فقیل لایکرہ وقیل یکرہ لان ذلک کلہ کم کان واحد فاذا اختلف المشائخ فیہ کان الاحری ان لایصلی کذا فی المحلی، پس احادیث مذکور بالا سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سنت فجر کی بعد کھڑے ہو جانے جماعت فرض کے مطلقاً نہ پڑھے نہ مسجد میں اور نہ خارج میں اور یہی مذہب ہے سارے اہل علم اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مبارک اور احمد شافعی اور اسحاق کا ہے جیسا کہ ترمذی سے واضح ہے، اور مالکی مذہب سے بھی ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسا کہ محلی شرح موطا سے معلوم ہوتا ہے اور ہدایہ و فتح القدیر و در مختار سے پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ وقت اقامت کے مسجد میں سنت پڑھنی مکروہ ہے اور خارج مسجد میں پڑھنی درست ہے بشرطیکہ دونوں رکعت فرض کی فوت نہ ہو جاویں لیکن مضمون حدی سے مطلق معلوم ہوتا ہے نہ پڑھنا سنت کا خواہ مسجد میں ہو خواہ خارج مسجد کے ہو وقت قائم ہونے جماعت کے فیہ دلیل علی انہ لایصلی بعد الاقامۃ نافلۃ وان کان یدرک الصلوۃ مع الامام ورد علی من قال ان علم انہ یدرک الرکعۃ الاولی او الثانیۃ یصلی النافلۃ انتھی۔ ما قال النووی فی شرح مسلم اور نہ پڑھنے سنت میں وقت قائم ہونے جماعت کے یہ حکمت ہے کہ دل جمعی سے ابتدا جماعت فرض میں مل جاوے اور ثواب تکبیر اولیٰ اور تکمیل فرض کی حاصل ہو اور صورت اختلاف کی نہ ظاہر ہووے پس محافظت فرض کی او پر وجہ کمال کے مقتدی کو ضرور ہے ا ان الحکمۃ فیہ ان یتفرغلل فریضۃ من الوھا فیشرع فیھا عقیب شروع الامام واذا اشتغل بنافلۃ الاحرام وفتاتہ بعض مکملات الفریضۃ فالفریضۃ اولیٰ بالمحافظۃ علی اکمالھا قال القاضی وفیہ حکمۃ اخری وھو النھی عن الاختلاف علی الائمۃ کذا قال الامام النووی فی شرح مسلم

ترجمہ: اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ فرضوں کے لیے فارغ ہو جائے گا جب امام نماز شروع کرے گا تو وہ بھی شروع کرے گا اور اگر نفل میں مشغول ہو گیا تو اس سے تکبیر تحریمہ اور بعض حصہ فرائض کا بھی فوت ہو جائے گا۔ تو فرائض کی محافظت ضروری ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس میں یہ حکمت بھی ہے۔ کہ ائمہ کی مخالفت سے ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

اب آگے باقی رہا کلام اس میں کہ سنت فجر کی بعد طلوع آفتاب کے پڑھے پس عبداللہ بن عمرؓ سے دونوں طرح منقول ہے خواہ بعد طلوع آفتاب کے یا قبل طلوع کے مالک انہ بلغہ ان عبداللہ بن عمرؓ فاتہ رکعتا الفجر فقضا ھما بعد ان طلعت الشمس کذا فی موطا امام مالک وھکذا اسندہ ابن ابی شیبۃ عن نافع عن ابی عمر جاء الی القوم وھم فی الصلوۃ ولم یکن صلی الرکعتین فدخل معھم ثم جلس فی مصلاہ فلم اضحٰی قام فصلاھما ولہ من طریق عطیۃ قال رأیت ابن عمرؓ قضاھما حین سلم الامام محلی

ترجمہ: امام مالک کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر کی صبح کی سنتیں رہ گئی تھی۔ ان کی قضا آپ نے سورج نکلنے کے بعد کی۔ ایک دفعہ عبداللہ بن عمرؓ مسجد میں آئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں آپ ان کے ساتھ شامل ہو گئے پھر اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہے جب ضحٰی کا وقت ہوا تو اٹھے اور ان کی قضا دی۔ عبداللہ بن عمر نے ایک دفعہ صصبح کی سنتوں کی قضا امام کے سلام پھیرنے کے بعد دی۔

اور نیز حدیث مرفوع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب قضاء سنت بعد طلوع آفتاب کے ابی ہریرۃؓ سے ترمذی میں موجود ہے۔ اور کہا ترمذی نے اور اس پر عمل ہے اہل علم کا اور یہی قول سفیان ثوری اور شافعیؒ اور احمد و ابن المبارک واسحاق کا ہے۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلھما بعد ما تطلع الشمس قال الترمذی والعمل علی ھذا عند اھل العلم وبہ یقول الثوری والشافعی واحمد وابن المبارک واسحاق انتھی ما فی الترمذی اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ سے بعد فرض قبل طلوع آفتاب کے بھی پڑھنا سنت فجر کا واضح ہوتا ہے۔ کہ قیس بن عمروؓ صحابی وقت اقامت جماعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جماعت میں شامل ہوئے اور بعد ادائے فرض کے سنت فجر کی جلدی سے پڑھنے لگے اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جماعت سے فارغ ہوئے اور پایا قیس کو سنت پڑھتے ہوئے تو فرمایا اے قیس ٹھہر جا آیا دو نماز اکٹھی پڑھتا ہے تو قیس نے کہا اے رسول خدا کے میں نے سنت فجر کی پہلے نہیں پڑھی تھی سو میں نے یہ دو رکعت سنت فجر کی پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس نہیں مضائقہ اس وقت یعنی جب کہ پہلے تو نے سنت فجر کی نہیں پڑھی تھی اور بعد ادائے فرض کے تو نے پڑھی تو اس کے پڑھنے کا مضائقہ نہیں، تو اس کلام سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف اور واضح ہوا کہ بعد فرض صبح کے سنت فجر کی پڑھنا روا ہے اور نفل پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے تو حدیث نہی سے سنت فجر کی مستثنیٰ اور خارج ہوئی اور نہی اس پر وارد نہیں ہوتی کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیس کے سنت پڑھنے پر خاموش رہے اور ایک روایت میں یوں فرمایا کیا مضائقہ اور ایک روایت میں مسکرائے اور اسی واسطے جماعت علماء مکہ معظمہ کی حدیث قیس پر عمل کرنے کو روا رکھتی ہے۔ پس جو شخص بعد اداء فرض کے سنت فجر کی پڑھنے کو شدت سے منع کرتے ہیں تو قول انکا بموجب حدیث قیس کے مقبول نہ ہوگا کیوں کہ اس میں وسعت پائی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت کا اس حدیث کو مرسل کہیں گے اور حدیث مرسل حنفی مذہب اور مالکی مذہب میں حجت ہے جیسا کہ نور الانوار اور توضیح وغیرہ میں مذکور ہے۔ باب من فاتتہ متی یقضیھا حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ نا ابن نمیر عن سعد بن سعید حدثنی محمد بن ابراہیم عن قیس بن عمرو قال رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا یصلی بعد صلوۃ الصبح رکعتان فقال الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین اللتین قبلھا فصلیتھما الآن فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا حامد بن یحییٰ البلخی قال قال سفیان کان عطاء بن ابی رباح یحدث بھذا الحدیث عن سعد بن سعید قال ابوداؤد وروی عبد ربہ ویحییٰ ابنا سعید ھذا الحدیث مرسلا ان جدھم زید اصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتھی ما فی ابی داؤد باب۔ ما جاء فیمن تفوتہ الرکعتان قبل الفجر یصلیھما بعد صلوۃ الصبح حدثنا محمد بن عمرو السواق حدثنا عبدالعزیز بن محمد عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم عن جدہ قیس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقیمت الصلوۃ فصلیت معہ الصبح ثم انصرف النبی صلی اللہ وفجدنی اصلی فقال مھلا یا قیس اصلوتان معا قلت یا رسول اللہ انی لم اکن رکعت رکعتی الفجر قال فلا اذا قال ابو عیسیٰ حدیث محمد بن ابراہیم لانعرفہ مثل ھذا الا من حدیث سعد بن سعید وقال سفیان بن عیینۃ سمع عطاء بن ابی رباح من سعد بن سعید ھذا الحدیث وانما یروی ھذا الحدیث مرسلا وقد قال من اھل مکۃ بھذا الحدیث لم یروا باس ان یصلی الرجل الرکعتین بعد المکتوبۃ قبل ان تطلع الشمس قال ابو عیسیٰؒ وسعد بن سعید ھو اخو یحییٰ بن سعید الانصاری وقیس ھو جد یحییٰ بن سعید ویقال ھو قیس بن عمرو ویقال ھو قیس بن فھد واسناد ھذا الحدیث لیس بمتصل محمد بن ابراہیم التیمی لم یسمع من قیس وروی بعضھم ھذا الحدیث عن سعد بن سعید عن محمد بن ابراہیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج فرأی قیسا انتھی ما فی الترمذی ھکذا رواہ ابن ماجہ فقط اور سنت فجر کی قضا نہیں ہے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور ابو یوسفؒ کے اور نزدیک امام محمدؒ کے تا زوال قضا کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ جو قضا کرے گا تو نفل ہوں گے نزدیک شیخین کے اور محسوب سنت ہوں گے نزدیک امام محمدؒ کے قضا کرنا چھوڑنے سے بہتر ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ولا یقضیھما ای سنت الفجر الا حال کونہ تبعا للفرض قبل الزوال او بعدہ علی اختلاف المشائخ کما فی التمرتاشی و قیل یقضی بعدہٗ اجماعا والکلام دال علی انھا اذا فاتت وحدھا لاتقضی وھذا عندھما واما عند محمد فیقضیھا الی الزوال استحسانا وقیل لاخلاف فیہ فان عندہ لولم یقض فلا شیٔ علیہ واما عندھما فلو قضی لکان حسنا وقیل الخلاف فی انہ لو قضی کان نفلا عندھما سنتہ عندہ کما فی جامع الرموز واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد3ص55-67

محدث فتویٰ